

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
سورة الفاتحة من كتابه العظيم

مباحثہ دکن

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى!

مباحثہ ہذا پر علماء کرام کی رائیں

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور شیخ عبدالرحمن صاحب احمدی میں جو مناظرہ بتاریخ ۳۱ جنوری ۱۹۲۳ء سکندر آباد میں ہوا۔ زمرہ سامعین میں ہم لوگ بھی شریک تھے دونوں فریق کی گفتگو سننے کے بعد ہم لوگ جس نتیجہ تک پہنچے ہیں وہ حسب ذیل ہے۔

بحث اس میں تھی کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے الہامی دعویٰ میں سچے تھے یا نہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزا صاحب کی حسب ذیل عبارت پیش کی:

”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو۔“ (انجام آتھم ص ۳۱ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵)

اس کے بعد مرزا صاحب نے اپنا آخری فیصلہ ان لفظوں میں درج کیا ہے کہ:

”اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی“ (ایضاً)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کے بعد یہ بیان دیا:

(۱) داماد احمد بیگ (مسکى بہ سلطان احمد) اس وقت تک زندہ ہے۔

(۲) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی موت آچکی۔

احمدی جماعت نے ان کے اس بیان کو تسلیم کیا۔ اس لئے ہم لوگ نہایت آسانی کے ساتھ اس نتیجہ تک پہنچ گئے کہ مرزا صاحب اپنے قول کے موافق جھوٹے ہیں اور یہی مولوی ثناء اللہ صاحب کا دعویٰ تھا۔ اگرچہ اس کے بعد احمدی مناظر نے جواب دینے کی کوشش کی لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ بجائے مولوی ثناء اللہ صاحب کے خود مرزا صاحب کے اقوال و یقینات کی تردید میں مصروف تھے۔ مثلاً مرزا صاحب اپنی پیشگوئیوں کے متعلق یہ یقین رکھتے تھے کہ:

”میری سچائی کے جانچنے کے لئے میری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک

امتحان نہیں ہو سکتا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸ - خزائن ج ۵ ص ۱۵۷)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے تمہید میں ان کے اس نظریہ کا ذکر بھی کر دیا تھا لیکن احمدی مناظر نے خدا جانے کیوں اس کی تردید کی ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں: ”پیشگوئی اصل چیز نہیں۔“
مرزا صاحب تو پیشگوئی کو سب سے بڑھ کر محک امتحان خیال کرتے تھے لیکن ان کے وکیل نے دعویٰ کیا کہ پیشگوئی سے کھرے کھوٹے کا امتیاز مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے ان کے الفاظ یہ ہیں:

”پیشگوئی کا ایسا پورا ہونا جس سے غیب کا پردہ اٹھ جائے ناممکن ہے۔“

حتیٰ کہ سب سے بڑھ کر محک امتحان کو انہوں نے متشابہات میں داخل کر دیا اسی طرح مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کو ”تقدیر مبرم“ قرار دیا تھا۔ لیکن ان کے وکیل نے اسے مشروط ثابت کرنے کی کوشش کی۔ قطع نظر اس سے کہ یہ خود مرزا صاحب کی تردید تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جب شرائط کی تشریح پوچھی تو انہوں نے ایسی عبارتیں پیش کیں جن سے کسی اور شرط کا بالکل پتہ نہیں چلتا اور زبردستی وہ مرزا صاحب کی بعض عبارتوں سے شرط پیدا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن عبارت اس سے اباء (انکار) کر رہی تھی۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ اگر اسے ”تقدیر مبرم“ بھی مان لیا جائے تب بھی اس کا ٹلنا مشکل نہیں۔ ثبوت میں انہوں نے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ”تقدیر مبرم“ کی ایک قسم ٹل سکتی ہے۔ عبارت مانگی گئی تو انہوں نے دینے سے انکار کیا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہاں تک کہا کہ اگر یہ عبارت مجدد صاحب کے کلام میں نکل آوے تو میں اپنے تمام دعووں سے باز آ جاؤں گا۔ لیکن اس پر بھی ان کو انکار پر اصرار رہا۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مجدد صاحب کے کلاموں میں ہم لوگوں کے نزدیک بھی ایسی کوئی عبارت نہیں ہے۔ من ادعیٰ فعلیہ البیان۔

علاوہ اس کے گفتگو سے بھی یہ بات غیر متعلق تھی۔ سوال تو یہ ہے کہ سلطان محمد کی موت کے ساتھ مرزا صاحب کی صداقت وابستہ تھی۔ جب وہ نہ مرا تو ان کی صداقت بھی قطعی ہوا ہو گئی۔ ہم لوگوں کو اس پر سخت حیرت ہوئی کہ جب سلطان محمد مرزا صاحب کی دھمکیوں سے اعراض کر کے ان کی منکوحہ آسمانی پر قابض رہا اور ان کے الہام کے مقابلہ میں اس نے استقلال کے ساتھ احمد بیگ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھا۔ تو پھر اس کے توبہ کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب خط دیکھا گیا تو اس میں سلطان محمد نے کچھ بھی نہیں لکھا تھا نہ اس نے مرزا صاحب کو ”نبی“ مانا ہے، نہ

”مسح“ نہ ”مہدی“ کچھ بھی نہیں بلکہ اس نے یہ جملہ لکھ کر کہ ”پہلے بھی جو خلیل کرتا تھا وہی اب سمجھتا ہوں“ خط کے الفاظ میں ایک دوسرے معنی پیدا کر دیئے۔ مثلاً اس نے مرزا صاحب کو شریف النفس نیک وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے اور کہتا ہے ان کو ہمیشہ یہی سمجھتا رہا ہوں تو اب سوال یہ ہے کہ منکوحہ آسانی سے نکاح کرنے کے وقت اور مرزا صاحب کی دھمکیوں کے بعد نکاح کو قائم رکھنے کے وقت کیا وہ مرزا صاحب کو اس معنی میں نیک سمجھتا تھا جس معنی سے مرزا کی سمجھتے ہیں؟ کس قدر عجیب ہے کہ ایک شخص کسی کو موت کی بد عادت بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے مرنے کے بعد تیری بیوی سے میں نکاح کروں گا اور وہ ایسے شخص کو نیک شریف بھی خیال کرتا ہو۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ بیان کہ اس خط میں تعریضی چوٹیں ہیں بالکل صحیح ہے اور ان الفاظ کے وہی معنی ہیں جو اس شعر میں ہیں۔

بڑے پاک باطن بڑے صاف دل

ریاض آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

بہر حال اگر مرزا صاحب کی پیشگوئی کو مبرم نہیں بلکہ مشروط بھی مان لیا جائے یا مبرم کے ٹل جانے کو بھی بفرض محال تسلیم کر لیا جائے اور اخیر میں پھر اس خط کو بھی سلطان محمد کا صحیح خط سمجھ لیا جائے اگرچہ اس کی صحت کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا گیا، پھر بھی تو یہ کا ثبوت نہیں ملتا اور ہر حالت میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا فیصلہ قضی الرجل علی نفسہ (مرزا صاحب اپنا فیصلہ خود کر کے دنیا سے تشریف لے گئے ہیں) بالکل صحیح ہے۔ الہام کا دعویٰ خود مرزا صاحب نے کیا تھا۔ حجت انہی کی بات ہو سکتی ہے دوسروں کو اس میں بولنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

دستخط حکیم مقصود علی خاں۔ دستخط محمد عبدالقدیر صدیقی پروفیسر جامعہ عثمانیہ۔

دستخط محمد عبدالواحد پروفیسر کلیہ جامعہ عثمانیہ۔ دستخط عبدالحی پروفیسر جامعہ عثمانیہ۔

مناظر احسن گیلانی پروفیسر کلیہ عثمانیہ۔ ابوالقد انور محمد مدرس مدرسہ دینیات سرکار عالی۔

سید محمد بادشاہ قادری۔ مولوی محمد بن ابراہیم دہلوی۔

مولوی محمد امین پنجابی۔ مولوی الہ داد خاں۔

مفتی عبداللطیف پروفیسر جامعہ عثمانیہ۔ حکیم شیخ احمد۔

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدہ ونصلی علی النبی وآلہ الکریم

عرصہ سے ممالک محروسہ سرکار عالی (حیدر آباد دکن وغیرہ اضلاع) میں قادیانی مذہب کی تحریک بڑے زور سے پھیل رہی تھی جس کی وجہ سے دیندار طبقہ مسلمانوں میں سخت پریشانی تھی۔ کیونکہ سیٹھ الہ دین مرحوم سوداگر سکندر آباد کے بڑے بیٹے عبداللہ الدین نے قادیانی مذہب قبول کر کے اس کی اشاعت شروع کر دی تو خود ان کے بھائیوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ اب ضرورت محسوس ہوئی کہ قادیانی مذہب کے متعلق فیصلہ کن مقابلہ کیا جائے اس خدمت جلیلہ کے لئے دور دراز ملک پنجاب میں نظر پڑی تو حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری شیر پنجاب فاتح قادیان کو تکلیف دی گئی۔ جناب ممدوح مع مولانا محمد صاحب دہلوی اور مولوی محمد امین صاحب امرتسری کے ۱۶ جنوری ۱۹۲۳ء وار سکندر آباد دکن ہوئے۔ پہلی تقریر آپ صاحبوں کی ۱۹ جنوری ۱۹۲۳ء کو سکندر آباد ہی میں ہوئی۔ جس میں سکندر آباد اور بلدہ حیدر آباد کے لوگ بکثرت شریک تھے مولانا فاتح قادیان کی تقریر کا تمام علاقہ میں ایک غلغلہ بلند ہوا۔ حیدر آباد میں کئی جگہ وعظ کے جلسے ہوئے جن میں مولانا محمد صاحب دہلوی اور مولوی محمد امین صاحب امرتسری کی تقریر عموماً توحید و سنت پر ہوتی اور مولانا فاتح قادیان کی تقریر کا اکثر حصہ قادیانی مذہب کے متعلق ہوتا۔ مولانا موصوف کا طرز بیان عجیب و غریب ہے۔ مرزا صاحب قادیانی کی کتاب میں تو گویا آپ کو حفظ ہیں ہر بات میں مرزا صاحب کی کتابوں سے حوالہ موجود۔ ان وعظوں کے اثر سے قادیانی جماعت بہت گھبرائی تو عبداللہ الدین قادیانی نے قادیان سے مرزائی عالموں کو بلایا اور مباحثہ کی بابت تحریک ہوئی۔

انجمن الہدیث سکندر آباد سے ان کی خط و کتابت ہو رہی تھی۔ جس میں مباحثہ کے بعد مباہلہ کا ذکر بھی آتا تھا۔ انجمن الہدیث نے لکھا کہ ہم شرعی مباہلہ کے لئے بھی تیار ہیں۔ ایک روز الہ دین صاحب کے بنگلہ پر چاروں بھائیوں نے مع بعض دیگر اصحاب کے ایک مجلس منعقد کی جس میں مباہلہ کا ذکر بھی آیا تو قادیانی جماعت نے کہا مولانا ثناء اللہ ہم سے مباہلہ کریں تو سال تک خدائی فیصلہ ہو جائے گا۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ سال کی مدت کا ثبوت قرآن میں یا حدیث میں نہیں۔ بلکہ حدیث شریف میں تو یہ ثابت ہے کہ مباہلہ کنندگان میں سے جو کاذب ہوگا اس پر

فوز اثر ہوتا اور اس کی ساری قوم ایک سال تک تباہ ہو جاتی۔ قادیانی جماعت نے انکار کیا کہ اس حدیث سے فوراً نزول عذاب کا ثبوت نہیں ہوتا۔ مولانا فاتح نے فرمایا کہ اس حدیث کے معنی کسی اچھے عالم سے معلوم کیے جائیں۔ بعد رد و کد کے دوسرے روز چار بھائیوں میں سے خان صاحب احمد الہ دین (قادیانی) صاحب نے مولانا مناظر احسن صاحب پروفیسر عثمانیہ کالج پر حسن ظن ظاہر کیا چنانچہ وہ عبارت عثمانیہ کالج کے علماء کی خدمت میں پیش کی گئی جو مع جواب درج ذیل ہے۔

سوال:- علماء کرام مندرجہ ذیل عبارت کا کیا مطلب بیان فرماتے ہیں؟

قَسَالِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اِنَّ الْعَذَابَ قَدْ تَدَلَّى عَلَى اَهْلِ نَجْرَانَ وَ لَوْلَا عَنَّا الْمَسْخُورَةُ وَ خَنَازِيرُ وَلَا ضَظَرُ عَلَيْهِمُ الْوَادِي نَارًا وَلَا اسْتَاَصِلُ اللّٰهُ نَجْرَانَ وَ اَهْلَهُ حَتَّى الطَّيْرِ عَلَى الشَّجَرِ وَلَمَّا حَالَ الْحَوْلُ عَلَى النَّصَارَى كُلِّهِمْ حَتَّى هَلَكُوا۔
(معالم التنزيل ج ۱ ص ۱۶۳)

اس عبارت سے موجودہ ملائین کا ذہین پر فوری اثر پہنچنا چاہئے یا بالترانی؟

الجواب:- اس عبارت سے واضح طور سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائین پر اثر مہلہ فوراً بلامہلت ہوتا۔

عبد اللطیف پروفیسر محمد عبدالقدیر صدیقی

محمد عبدالواسع پروفیسر مناظر احسن گیلانی پروفیسر

خدا کا شکر ہے کہ بجائے ایک عالم کے چار علماء نے عبارت کے معنی وہی بتائے جو مولانا فاتح کہتے تھے تاہم فریق ثانی نے ان معنی کو تسلیم نہ کیا۔ مگر مباحثہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے مواعظ کے جلسوں میں بار بار فرماتے رہے کہ میں چاہتا ہوں کہ قادیانیوں سے ہمارا مناظرہ فیصلہ کن ہو جس کی صورت یہ بتائی کہ سرکار عالی خلد اللہ ملکہ فریقین کی گفتگو سن کر سرکاری فیصلہ فرمائیں جو اسلامی دنیا میں کارآمد ہو۔ اس کے متعلق کارروائی ہو ہی رہی تھی کہ ان چار بھائیوں کی خواہش سے ایک مختصر سا مباحثہ ان کے مکان پر تجویز ہوا جس کی روئیداد درج ذیل ہے۔

مجلس مباحثہ میں جو حضرات علماء کرام تشریف فرما تھے ان کے اسماء گرامی مع ان کی تصدیقات کے اول درج ہو چکے ہیں۔

مباحثہ شروع ہونے سے پہلے جو واقعات اور اضطرابی حرکات جماعت احمدیہ سے ظاہر ہوئیں ان کو بیان کیا جائے تو طول ہوگا۔ اس لئے ہم ان سب کو چھوڑتے ہیں اور اصل بات کو پیش ناظرین کرتے ہیں۔ قرار پایا تھا کہ جلسہ کے انتظام کے لئے سید ہمایوں مرزا بیر ستر حیدر آباد صدر

ہوں۔ صدر صاحب کے فیصلہ سے مولانا قاتح کو پہلا وقت ۲۰ منٹ تحریر پرچہ کے لئے دیا گیا۔ موصوف نے ۱۵ منٹ میں پرچہ پورا کر دیا۔ چنانچہ پرچہ اول یہ ہے۔

پرچہ اول منجانب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں خدا کی طرف سے الہام پاتا ہوں میری سچائی کے جانچنے کے لئے میری پیشگوئیوں سے بڑھ کر اور کوئی محکم امتحان نہیں ہو سکتا (آئینہ کمالات ص ۲۸۸۔ خزائن ج ۵ ص ۵۵۱) شہادۃ القرآن ص ۸۰ پر جناب موصوف نے ایک پیش گوئی مسلمانوں کے لئے خاص کی ہے جس کے کئی ایک حصے ہیں چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

”(۱) مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو (۲) اس کا داماد اڑھائی سال کے اندر فوت ہو (۳) مرزا احمد بیگ تارو شادی دختر کلاں فوت نہ ہو (۴) پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے وغیرہ۔“ (شہادۃ القرآن ص ۸۱۔ خزائن ج ۶ ص ۳۷۶)

یعنی داماد مرزا احمد بیگ کی موت کے متعلق اسی حوالہ میں کہا ہے کہ اس کی میعاد ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء سے قریباً گیارہ مہینہ باقی رہ گئی ہے۔ (شہادۃ القرآن ص ۷۹۔ خزائن ج ۶ ص ۳۷۵)

جواگست ۱۸۹۳ء کو ختم ہوتی ہے یعنی مرزا صاحب کے الہام کے مطابق مرزا سلطان محمد داماد مرزا احمد بیگ اگست ۱۸۹۳ء کے بعد بقید حیات دنیا میں نہیں رہ سکتا تھا جب وہ اس مدت کے بعد بھی زندہ رہا تو جناب مرزا صاحب نے آخری ایگریمنٹ (اقرارنامہ) ان لفظوں میں شائع کیا۔

”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگہ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کر دو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پوری کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہو گی۔“ (انجام آتھم حاشیہ ص ۳۱۔ خزائن ج ۱۱ ص ۱۵۱)

(ہمیں ان دونوں کے پورا ہونے پر بھی اعتراض ہے)

یہ عبارت با واز بلند کہہ رہی ہے کہ مرزا سلطان محمد یعنی اس لڑکی کا خاوند جس سے مرزا قادیانی نے الہامی نکاح کا دعویٰ کیا تھا وہ اگر مرزا صاحب کی زندگی میں نہ مرے تو جناب مرزا قادیانی کے دعویٰ الہام و رسالت وغیرہ بقول ان کے جھوٹے ہوں گے اس کا نام جناب مرزا قادیانی نے تقدیر مبرم رکھا ہے یعنی ان ٹل فیصلہ الہی حوالہ رسالہ انجام آتھم ص ۳۱ اسی کتاب کے

ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴ پر اس دعویٰ کو دوسرے لفظوں میں یوں شائع کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

”یاد رکھو کہ اس پیش گوئی (متعلقہ مرزا احمد بیگ) کی دوسری جزء پوری نہ ہوئی (یعنی دانا، مرزا احمد بیگ مسیحی سلطان محمد ناکح محمدی بیگم ساکن پٹی فوت نہ ہوا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴۔ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

سلطان محمد مذکورہ اگست ۱۸۹۴ء تک نہ مرا بلکہ وہ آج تک بعد انتقال جناب مرزا قادیانی زندہ ہے حالانکہ اس اثناء میں وہ جنگ عظیم کے دوران فرانس بھی گیا جہاں اس کی گدی میں گوئی لگ کر سر سے نکل گئی مگر زندہ رہا اور آج تک بھی زندہ ہے اور اس کی اولاد بھی بہ کثرت آج تک خدا کے فضل سے موجود ہے۔ شریعت اسلامیہ کی تعلیم کا مفہوم ہے یوخذ المرء بماقرارہ۔ یعنی انسان اپنے اقرار پر ماخوذ ہوتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اقرار کیا نہ صرف کیا بلکہ شائع کیا کہ مرزا سلطان محمد کا مرتا میری زندگی میں ان ٹل فیصلہ الہی ہے یہ بھی فرمایا اگر وہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا بلکہ یہ بھی صاف اقرار کیا کہ میں اس صورت میں یعنی مرزا سلطان محمد کے نہ مرنے کی صورت میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ جس صورت میں جناب مرزا صاحب کا یہ اقرار ہے اور الہامی اعلان ہے اب پبلک فیصلہ کر سکتی ہے کہ وہ اپنے دعوے میں کہاں تک سچے تھے۔ قضی الرجل علی نفسه۔ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری مناظر محمدی سکندر آباد دکن

دستخط سید ہمایوں مرزا صدر جلسہ

مؤلف:- اس پرچہ کا مضمون بالکل صاف ہے۔ حضرت مولانا فاتح قادیان کی تقریر کی تشریح کی محتاج نہیں مختصر مضمون اس پرچہ کا دو لفظوں میں ہے کہ خود مرزا صاحب کے اقرار اور اعلان کے مطابق مرزا صاحب جھوٹے ہیں۔ اب فریق ثانی کا جواب ملاحظہ ہو۔

پرچہ اول منجانب مولوی شیخ عبدالرحمان صاحب احمدی مناظر

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدا ورسوله

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی ایک پیشگوئی پر یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی۔ بیشتر اس کے کہ میں اس پیشگوئی کے متعلق جواب دوں ضروری سمجھتا ہوں کہ مختصر طور پر پہا بندی وقت پیشگوئیوں کے سمجھنے کے متعلق جو اصل قرآن شریف واحادیث صحیحہ نے معلوم ہوئے ہیں عرض کر دوں۔ یاد رہے کہ پیشگوئی کوئی اصل چیز نہیں ہے اصل چیز انبیاء علیہم السلام کی صداقت ہے اور ان کی اس غرض کا پورا ہونا ہے جس غرض کے لئے وہ اللہ

تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں بھیجے جاتے ہیں اور وہ غرض خدائے تعالیٰ اور اس کی تمام صفات پر کامل ایمان پیدا ہونا ہے پیشگوئی یا کوئی اور دلیل صحیح انبیاء کی صداقت کو ظاہر کرنے والی وہ اس اصل کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ اصل چونکہ ایمان ہے اور ایمان کے متعلق شریعت نے قرار دیا ہے کہ وہ ایمان بالغیب ہے اس لئے کوئی دلیل ایسی نہیں ہو سکتی کہ وہ غیب کے پردہ کو اٹھا دے اور پیشگوئی چونکہ دلائل میں سے ایک دلیل ہے اس لئے اس پیشگوئی کا پورا ہونا جس سے غیب کا پردہ اٹھ جائے نا کافی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا میں تمام انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں کے متعلق لوگوں کو ابتلا آتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول کریم کی وفات پر یہ فرمایا کہ اللہ کی قسم نبی کریم فوت نہیں ہوئے اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں سوائے اس کے کوئی خیال نہیں گذرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور بھیجے گا اور پھر آپ منافقوں کے ہاتھ کاٹیں گے۔

درمنثور بحوالہ بخاری و نسائی جلد ۲ ص ۸۱

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ یہ سمجھتے تھے کہ نبی کریمؐ خود منافقوں کے ہاتھ کاٹیں گے مگر ایسا وقوع میں نہ آیا۔ اسی طرح جب نبی کریمؐ کو یہ بتایا گیا کہ آپ خانہ کعبہ کا طواف فرمائیں گے آپ نے اسی وقت صحابہ کو سفر کا حکم دیا چنانچہ تمام صحابہ کرامؓ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں مقام حدیبیہ پر کفار مکہ نے آ کر روکا اور ایک معاہدہ فریقین کے درمیان قرار پایا جس کی رو سے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف لوٹنا پڑا۔ اس پر تمام صحابہؓ کو شک پیدا ہوا اور حضرت عمرؓ نے حضرت نبی کریمؐ سے دریافت کیا کہ کیا آپ خدا کے رسول نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں خدا کا رسول ہوں، تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں گے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں کہا تھا مگر یہ نہ کہا تھا کہ اس سال کریں گے۔ صحابہؓ کو اس سال حج نہ ہونے کی وجہ سے اس قدر ابتلا آیا کہ رسول کریمؐ نے ان کو حکم دیا کہ قربانیاں ذبح کر دو اور سر منڈا لو تو لکھا ہے کہ نایک صحابیؓ بھی اس حکم کی تعمیل میں نہ اٹھا۔ یہاں تک کہ آپ نے تین بار فرمایا۔ فتح الباری جلد ۵ ص ۲۵۵-۲۵۴ مگر کسی نے تعمیل نہ کی۔ یہ ابتلا اس لئے آیا کہ یہ سمجھا گیا تھا کہ پیشگوئی اسی طور پر پوری ہونی چاہئے جس طرح کہی جائے یا حضورؐ نے جس طرح سمجھا ہے۔ پس پیشگوئیوں کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس میں محکمات بھی ہوتی ہیں اور مشاہبات بھی، یعنی بعض ایسی پیشگوئیاں ہوتی ہیں جو کئی حصوں پر مشتمل ہوتی ہیں بعض اوقات نبی ایک معنی سمجھتا ہے لیکن اس کے لحاظ سے پوری نہیں ہوتیں اس سبب سے لوگ ٹھوکر کھاتے ہیں حضرت (مرزا صاحب) کی یہ پیش گوئی بھی اسی طرح کی پیشگوئیوں میں سے ہے۔ حضرت مسیح

موجود (مرزا صاحب) کی بہت سی پیشگوئیاں ایسی بھی ہیں جو بین طور پر پوری ہوئی ہیں اگر مجھے موقع دیا گیا تو میں انشاء اللہ ان کو پیش کروں گا فی الحال چونکہ مجھے ایسی پیشگوئی کے متعلق بیان کرنا ہے جو قشایہات میں سے ہے اور جس کے متعلق فریق ثانی نے اعتراض کیا ہے۔ اس کے متعلق یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ پیشگوئیوں کی غرض کیا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں وما نرسل بالآیات الا تخويفا۔ ہم نشان نہیں بھیجا کرتے ہیں مگر ڈرانے کے لئے۔ پھر فرماتے ہیں فاخذناهم بالباساء والضراء لعلهم یتضرعون۔ ہم لوگوں کو دکھوں اور بیماریوں سے پکڑتے ہیں تاکہ وہ ہمارے حضور عاجزی و گریہ و زاری کریں۔ ان دونوں آیتوں سے البتہ یہ پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غرض ایسی پیشگوئیوں سے جن میں کسی پر عذاب نازل ہونے کا ذکر ہوتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ ضرور اس کو مور و عذاب ہی بنایا جائے بلکہ اصل فشاء الہی خوف پیدا کرنا ہوتا ہے اور توبہ و استغفار کی طرف توجہ دلانی ہوتی ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت جہاں شدید العقاب ہے یعنی عذاب ذینے والادہا غافر الذنب وقابل التوب بھی ہے یعنی گناہوں کا بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا۔ اس بات کی تصدیق کہ اللہ تعالیٰ عذاب کو چھوڑ بھی دیتا ہے اس آیت سے بھی ہوتی ہے ورحمتی وسعت کل شیء یعنی میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے پس اگر انسان آپ اعمال میں تغیر کر لے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو پکڑ لیتی ہے اور حدیث شریف میں بھی آتا ہے لا یرد القضاء الا بالدعاء۔ خدا کی قضاء یعنی تقدیر کو نہیں مٹا سکتی ہے مگر دعا۔ ان چند باتوں کے بعد میں اصل اعتراض کی طرف آتا ہوں۔ مرزا احمد بیک اور ان کے داماد کے متعلق پیشگوئی کی جو غرض تھی وہ حضرت مرزا صاحب کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس پیشگوئی کی یہ بنیاد نہ تھی کہ خواہ مخواہ مرزا احمد بیک کی بیٹی کی درخواست کی گئی تھی بلکہ بنیاد یہ تھی کہ فریق ثانی جن میں مرزا احمد بیک بھی ایک تھا اس عاجز کے قریبی رشتہ دار مگر دین کے مخالف تھے۔ خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان پر اپنی حجت پوری کرے تو اس نے نشان دکھانے میں وہ پہلو اختیار کیا جس کا ان تمام بے دین قراتیوں پر اثر پڑتا تھا اس اصلی غرض کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل الفاظ کو بھی زیر نظر رکھا جائے۔ ”خدا تعالیٰ نے اپنے الہام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام نحوشتیں آپ کی اس رشتہ سے دور کر دے گا اور آپ کو آفات سے محفوظ رکھ کر برکت پر برکت دے گا۔“

(۴) اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا تو آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہو گا اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگی یہ دونوں طرف برکت اور موت کے ایسے ہیں کہ جن کو

آزمانے کے بعد میرا صدق اور کذب معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ جس طرح چاہو آزماؤ، پرچہ فور افشاں ۱۰۔ مئی ۱۸۸۸ء۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو اپنا صدق و کذب بتلانا منظور تھا۔ فریق مخالف نے حضور کے صدق و کذب کو پرکھنے کے لئے دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ یعنی لڑکی کی شادی نہ کی۔ اگر اس کے نتیجہ میں ان پر نکالیف اور موت نہ آتی تو اب تک پیشگوئی جھوٹی نکلتی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ادھر لڑکی کی شادی دوسری جگہ ہوئی تھی کہ مرزا احمد بیگ یعنی لڑکی کا والد حسب پیشگوئی چار ماہ کے اندر ہلاک ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ اس کی دو بہنیں اور اس کی ساس جو اس پیشگوئی میں روک پیدا کرنے والی تھیں فوت ہو گئیں اور احمد بیگ کا ایک لڑکا بھی ہلاک ہوا۔ اس قدر زبردست تباہی نے اس خاندان پر ایک سخت ہیبت وارد کی اور اس بھیا تک اور خوفناک نظارہ کو دیکھ کر ان لوگوں کے دلوں میں توبہ اور خشیت کا خیال پیدا ہوا۔ اور قرآن شریف کی آیت کے ماتحت کہ ہم نشان خوف اور تضرع پیدا کرنے کے لئے بھیجتے ہیں ان کے خوف کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ جو گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا اور بڑی وسیع رحمت والا ہے اس نے ان پر رحم کیا۔

(پانچ منٹ اور دیئے گئے)

چنانچہ ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی خدمت میں بیعت کے خطوط لکھنے شروع کئے اور خاندان کے بہت سے لوگ احمدی ہوئے اور پیشگوئی میں یہ شرط محفوظ تھی۔ چنانچہ پیشگوئی کے الفاظ یہ تھے۔ رَأَيْتَ هَذِهِ الْمَرْأَةَ اِثْرَ الْبُكَاءِ عَلٰی وَجْهِهَا فَقُلْتُ اَيْتَهَا الْمَرْأَةُ تَوْبِي تَوْبِي فَاِنَّ الْبَلَاءَ عَلٰی عَقْبِكَ وَالْمَصِيبَةُ نَازِلَةٌ عَلَيْكَ۔ یعنی میں نے اس عورت کو دیکھا کہ رونے کے نشان اس کے چہرے پر ہیں میں نے کہا! اے عورت توبہ کر توبہ کر! کیونکہ مصیبت تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر آنے والی ہے اور تجھ پر بھی آنے والی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے احمد بیگ کے داماد کے متعلق اور اس لڑکی کے نکاح میں آنے کے متعلق ایام ^{المصلح} ص ۱۹۰ اردو۔ یہ پیشگوئی بھی مشروط بہ شرائط کی تھی اور ضرور ہے کہ اس وقت تک اس کا دوسرا حصہ یعنی احمد بیگ کے داماد کی موت اور لڑکی کا نکاح میں آنا معرض توقف میں ہے۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اسباب نقض شرائط کے جمع ہوں۔ یعنی جب احمد بیگ کا داماد اس شرط کو توڑ دے یعنی اپنی توبہ اور رجوع سے باز آ جائے تو پھر وہ ضرور مرے گا اور لڑکی نکاح میں آ جائے گی۔ لیکن اگر وہ خشیۃ اللہ پر قائم رہا تو ایسا نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس بات کا ثبوت کہ احمد بیگ کا داماد خشیۃ اللہ پر قائم رہا، یہ ہے خط۔

السلام علیکم! نوازش نامہ آپ کا پہنچا یاد آوری کا مشکور ہوں۔ میں جناب مرزا جی

صاحب مرحوم کو نیک بزرگ شریف النفس اسلام کا خدمت گزار خدا یاد پہلے بھی اور اب بھی خیال کر رہا ہوں۔ مجھے ان کے مریدوں سے کسی قسم کی مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ افسوس کرتا ہوں کہ چند ایک امورات کی وجہ سے ان کی زندگی میں ان کا شرف حاصل نہ کر سکا۔ نیاز مند سلطان محمد۔ یہ خط حضرت مرزا صاحب کی زندگی کے بعد لکھا گیا ہے۔

دستخط عبدالرحمن احمدی مناظر۔ دستخط سید ہمایوں مرزا پریذیڈنٹ جلسہ۔

۲۳۔ ۱۔ ۳۱ ختم ۱۰ بجکر ۵ منٹ پر

نوٹ:- ناظرین! اس سارے مضمون میں احمدی مناظر نے ایک لفظ کا جواب بھی دیا؟ مولانا فاتح قادیان مناظر اسلام کی تقریر کا سارا مدار مرزا صاحب کی بتائی ہوئی تقدیر مبرم پر تھا تقدیر مبرم کے معنی صاف ہیں۔ قضاء ان ٹل یعنی نہ ملنے والا حکم الہی۔ پھر جس کو خود ملیم اور صاحب الہام ان ٹل کہے وہ کیونکر ٹل جائے؟ اس کا جواب کچھ نہیں آیا بہر حال مولانا کا پرچہ دوم ملاحظہ کریں۔

☆.....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان امرتسری

(۱۰ بجکر ۲۰ منٹ پر شروع ہوا)

لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ شیخ عبدالرحمن صاحب احمدی مناظر نے اپنے پرچہ میں جو کچھ تحریر کر لیا وہ مرزا صاحب کی تصریحات کے بالکل برخلاف ہے۔ میں اصل فریق اس بحث میں مرزا صاحب کو سمجھتا ہوں۔ مناظر کو ایک وکیل کی پوزیشن سے زیادہ نہیں دے سکتا۔ آپ نے پیشگوئی کو ایمان بالغیب کہا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں ”پیشگوئی سے صرف یہ مقصود ہوتا ہے کہ دوسرے کے لئے بطور دلیل کام آئے“..... ”پیشگوئی میں وہ امور پیش کرنے جائیں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیا دیکھ سکے اور پہچان سکے“ (ضمیمہ تجلذ ویس ۳۲۱۲ خزائن ج ۲ ص ۳۶۱) شیخ عبدالرحمن صاحب احمدی مناظر کو دراصل غلط بحث ہو گیا ہے۔ اس لئے میرے سوال کو نکاح کے ساتھ ملا دیا ہے۔ میں نے دانستہ اس لڑکی کے نکاح کو نہیں چھیڑا تھا بلکہ صرف سلطان محمد والا حصہ لیا تھا۔ آپ نے عجیب و غریب پرچہ میں دکھائی ہے جو اہل علم کے لئے قابل عبرت ہے۔ آپ اس پیشگوئی کو ثابتہ بتلاتے ہیں پھر اس کے معنی کی تشریح بھی کرتے ہیں اور شرط و شروط بیان کرتے ہیں۔ ہل هذا الا تهافة قبیح و تناقض صریح۔ میں مطلب کی کہتا ہوں۔ مرزا

صاحب کے اصلی عربی الفاظ اس کے متعلق یہ ہیں..... فالہمنی ربی وقال سارہیم آیۃ من انفسہم واخبرنی وقال اننی ساجعل بنتا من بناتہم آیۃ لہم۔ فسماہا وقال انہا سيجعل ثیبة ويموت بعلمها وابوها الی ثلث سنة من یوم النکاح ثم نردھا الیک بعد موتہما ولا یکون احدهما من العاصمین (کرامات الصادقین سرورق صفحہ آخر۔ خزائن ج ۷ ص ۱۶۲) یعنی خدا نے مجھے الہام سے کہا کہ ان لوگوں کی ایک لڑکی تیرے لئے نشان بناؤں گا۔ جس کا نام بھی لیا، فرمایا کہ وہ لڑکی بیوہ کی جائے گی اور اس کا خاوند اور باپ نکاح کے دن سے تین سال تک مرجائیں گے پھر فرمایا کہ کان اصل المقصود الا ہلاک کرنا مارڈالنا ہے۔ مرزا صاحب خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۷) یعنی اصل مقصود پیشگوئی سے مانعین کو ہلاک کرنا مارڈالنا ہے۔ مرزا صاحب کا الہام ہے۔ شاتان تذبہان۔ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ پہلی بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے (جو آسمانی منکوحہ کا باپ تھا) دوسری بکری سے اس کا داماد ہے۔ فرماتے ہیں دو بکریوں کے ذبح ہونے کی پیشگوئی اس کے باپ اور اس کے داماد کی طرف اشارہ ہے جو آج سے سترہ سال پیشتر براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷۷۔ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۱) پر ہے۔

میرے مخاطب نے حضرت عمرؓ اور حدیبیہ کا جو واقعہ بیان کیا ہے شکر ہے کہ اس کا جواب خود ہی دے دیا۔ (یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال ہو جائے گا۔ مؤلف) حضرت عمرؓ کو آنحضرت ﷺ کے انتقال پر جو خیال زندگی کا پیدا ہوا تھا وہ ازراہ محبت تھا نہ ازراہ پیشگوئی۔ حدیبیہ میں حضرت عمرؓ کے سوال کا جواب دربار رسالت سے مل گیا اور حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے بلکہ اس جواب سے ایسے شرمندہ ہوئے، فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کئی کام خیرات کے کئے۔ تاکہ میری یہ غلطی خدا کے ہاں رفع ہو جائے۔ یہ فقرہ بھی اسی جگہ لکھا ہے جو احمدی مناظر نے (کتاب) پیش کی تھی۔ اس کے علاوہ قرآن شریف میں اس پیشگوئی کے متعلق صاف فیصلہ ہے لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق۔ یعنی خدا نے اپنے نبی کا خواب سچا کر دیا۔ اس فیصلہ الہی کے بعد کسی کا حق نہیں کہ وہ اس پیشگوئی کو غلط یا مشتبہ کہہ سکے ورنہ قرآن کا انکار کرنا ہوگا۔ مجھے حیرت ہے کہ احمدی مناظر نے اپنے بیان میں اتنے تناقض اور تضاد کیوں اختیار کئے پہلے تو پیشگوئی کو ایمان بالغیب کے تحت لاتے ہیں اور آگے چل کر کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی کئی ایک پیشگوئیاں تین طور پر ظاہر ہوئیں کیا وہ ایمان بالغیب کے ماتحت نہ ہوں گی؟ ذرا سوچ سمجھ کر بات کیجئے اور کم سے کم یہ خیال کر کے کہئے کہ سامنے کون ہے۔

سنبھل کے رکھو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

میرے اس جواب میں بہت سے حوالے موجود اور غیر موجود دیئے گئے جن کو جواب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا مدلول ایک ہی لفظ ہے یعنی ”تقدیر مبرم“ جس کے معنی نہ ٹلنے والا حکم الہی۔ غیر مشروط ناقابلِ اہل ناقابلِ استبراد مبرم اسم مفعول کا صیغہ ہے ابرام سے، ابرام کے معنی مضبوط کرنا قرآن شریف میں ہے ام ابرموا امراً فانما مبرمون۔ اگر مبرم تقدیر بھی کسی ایک آدھ چٹھی لکھنے سے ٹل جائے تو وہ مبرم کیا ہوئی؟ مرزا سلطان محمد کا خط جو پیش کیا گیا ہے وہ خود غیر مصدقہ ہے اس کے بار یک نکتہ کو احمدیہ جماعت نہیں پہنچی۔ وہ کس بلاغت سے احمدیہ فریق پر چوٹ کرتا ہے وہ کہتا ہے مجھے مرزا صاحب کی تقدیر مبرم کا شکار ہونا چاہئے تھا مگر نہ ہوا۔

لہذا ضروری ہے کہ میں اس خط کی تشریح کر دوں۔ اس خط میں جو یہ لکھا ہے کہ چند امورات کی وجہ سے شرف حاصل نہ کر سکا۔ اس کے ان امور سے مراد وہی بڑا امر ہے جس کا مرزا صاحب کو ساری عمر صدمہ رہا۔ میں اس صدمہ کا ذکر نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ پیشگوئی دوسری ہے۔ بہر حال میں اپنی تقریر کا خاتمہ اس پر کرتا ہوں کہ مرزا صاحب نے سلطان محمد کا مرنا اپنی زندگی میں تقدیر مبرم یعنی اُن ٹل قرار دیا اور اس کے نہ مرنے کو اپنے جھوٹے ہونے کی علامت قرار دیا۔ حالانکہ آج تک وہ مع ایک درجن بچوں اور بیوی موصوفہ کے زندہ موجود ہے میں اس شعر پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زیلخانے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا

میں اخیر میں مرزا صاحب کے ابتدائی اشتہار سے ایک فقرہ سناتا ہوں جو جولائی ۱۸۸۸ء کا ہے۔ مرزا صاحب اس میں فرماتے ہیں کہ وہ لڑکی جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا“ نکاح لڑکی کا ۷ اپریل ۱۸۹۳ء کو ہوا (کتاب دافع الوسوس ص ۳۸۰۔ خزائن ج ۵ ص ۱۵۷) مجھے بھی حضرت مرزا صاحب کے اس نازک موقع پر بسا اوقات رحم آیا اور احمدی جماعت کے اضطراب پر تو میں رات دن پریشان رہتا ہوں کہ الہی تیرے نام سے ایک اللہ کا بندہ اظہار کرتا ہے اور اسے تقدیر مبرم قرار دیتا ہے۔ تیرے پاس کیا کمی تھی جہاں تیرے حکم سے رات دن ہزاروں لاکھوں انسان مرتے رہتے ہیں سلطان محمد کو بھی مار ڈالتا مجھے خدا کی طرف سے القائی جواب ملتا

ہے انسی اعلم ما لا تعلمون۔ میں اپنے مخاطب کو اور دیگر حضرات (حاضرین) کو علم اور خشیت الہی کا واسطہ دے کر تقدیر مبرم کے لفظ پر توجہ دلاتا ہوں۔ فقط

دستخط

دستخط

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری مناظر از جانب فریق محمدیہ۔ سید ہمایوں مرزا پریذیڈنٹ جلسہ (ختم ۱۰ بج کر ۴۰ منٹ پر)

مؤلف :- اس پرچہ کا مضمون ہمارے نوٹ کا محتاج نہیں صاف ہے کہ تقدیر مبرم کے ماتحت مرزا سلطان محمد کو مرزا صاحب سے پہلے مر جانا چاہئے تھا مگر مر نہیں۔

جواب منجانب شیخ عبدالرحمن صاحب مناظر جماعت احمدیہ پرچہ دوم (وقت ۱۱ بج کر ۱۰ منٹ)

قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

مجھے افسوس ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے میری تقریر سمجھنے کی کوشش نہ کی اور باوجود اس کے مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میرے کلام میں تناقض ہے۔ مولوی صاحب مجھے کہتے ہیں کہ یہ خیال رکھ کر تقریر کرنا سامنے کون بیٹھا ہے سو جناب! مولوی صاحب کو یاد رہے کہ میں اپنے سامنے اپنا شکار سمجھتا ہوں (جو مرزا صاحب کا شکاری ہو وہ آپ کا شکار کیسے ہو سکتا ہے؟ مؤلف) مولوی صاحب کا بڑا زور اس بات پر ہے کہ سلطان محمد کیوں فوت نہ ہوا۔ میں نے قرآن شریف کی آیات کے حوالوں سے اس بات کو ثابت کیا تھا کہ وہ عذاب کی پیشگوئیاں تضرع اور رجوع سے ٹل جایا کرتی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس شخص کو معاف کر کے عذاب کو ہٹالیتا ہے اور ان پیشگوئیوں کی صرف اتنی ہی غرض ہوتی ہے۔ ان آیات کا قطعاً مولوی صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا اور ان کے ماتحت میں نے ثابت کیا تھا کہ مرزا سلطان محمد نے خشیۃ اللہ کو اپنے دل میں داخل کیا اور وہ حضرت مرزا صاحب کو بجائے کاذب اور مکار خیال کرنے کے خدا پرست اور نیک اور بزرگ یقین کرنے لگ پڑا۔ جس کے ثبوت میں میں نے اس کا ایک خط پیش کیا تھا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ خط غیر مصدقہ ہے اس رسالہ میں اس خط کا فوٹو دیا ہوا ہے جس کو ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے اگر یہ خط غیر مصدقہ تھا تو کیوں مرزا سلطان محمد سے اس وقت تک اس کی تردید نہیں کرائی یا خود اس شخص نے اس کی تردید نہیں کی۔

باقی مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ چند امورات میں نکاح کا امر داخل ہے خارج از بحث

بات ہے مجھے اس خط کے پیش کرنے سے صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ وہ شخص پیشگوئی کے وقوع کے بعد ڈرا اور حضرت مرزا صاحب کے متعلق اس کو یقین ہو گیا کہ آپ خدا پرست اور بزرگ انسان ہیں اگر کوئی کہے رجوع سے تو یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ شخص بیعت میں داخل ہو جائے تو اس کے جواب میں قرآن شریف کی یہ آیت مد نظر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کا ذکر کر کے فرمایا ہے مَا نُرِيهِمْ مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا وَاعْتَصَمُوا بِالْعِزَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ یعنی ہم نہیں دکھاتے ان کو کوئی نشان مگر وہ پہلے نشان سے بڑا ہوتا ہے اور ہم نے ان کو عذاب سے پکڑ لیا تاکہ وہ رجوع کریں۔ اس کے بعد رجوع کا نقشہ کھینچا گیا ہے وہ ان الفاظ میں ہے وَقَالُوا يَا هَذَا السَّاحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ إِنَّا لَمُهْتَدُونَ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعِزَابَ إِذَا هُمْ يَنْقُضُونَ یعنی انہوں نے موسیٰ کو کہا کہ اے جادوگر تو ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر۔ یہ ہے ان کا رجوع اس رجوع پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان سے عذاب ہٹا دیا جب اتنے سے رجوع پر بھی عذاب ہٹ سکتا ہے تو مرزا سلطان محمد صاحب کے اس قدر عظیم الشان رجوع پر کیوں عذاب نہیں ہٹ سکتا۔ جب کہ اس کے باقی عام رشتہ دار یعنی لڑکی کی والدہ اور اس کی لڑکیاں اور اس کے داماد اس کے اور رشتہ دار احمدی ہو چکے ہیں^۱ اور اس خاندان کا سب سے بڑا سردار مرزا محمود بیگ صاحب بھی بیعت میں داخل ہو گئے ہیں اگر یہ پیشگوئی جھوٹی ہوتی تو سب سے پہلا اثر اس خاندان پر پڑنا چاہئے تھا مگر عجیب بات ہے کہ وہ سارا خاندان^۲ تو احمدی ہو جاتا ہے اور دوسرے لوگ انکار کر رہے ہیں میں نے ایام الصلح کے حوالہ سے بتایا تھا کہ یہ پیشگوئی بعض شرائط کے ساتھ معلق تھی۔ اس حوالہ پر جناب مولوی صاحب نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ پھر میں نے اس شرط کے متعلق الہام بھی بتلایا تھا اس کی بھی کوئی تردید نہیں کی گئی۔ مولوی صاحب نے سب سے بڑا زور ”لقد یرمزم“ کے لفظ پر دیا ہے مگر افسوس مولوی صاحب نے اس کے بعد کی چند سطریں چھوڑ دی ہیں میں ان کو پڑھ دیتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرماتے ہیں:

”فیصلہ تو آسان ہے۔ احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں انجام آتھم ص ۳۳۔ اگر یہ بات اٹل تھی تو حضرت مرزا صاحب یہ کیوں فرماتے کہ تکذیب کرنے

۱۔ ثبوت وطن قائل۔ (مؤلف)

۲۔ سارے خاندان سے کیا کام، دیکھنا تو یہ ہے کہ خود مرزا سلطان محمد کا کیا حال ہے کیا اس نے توبہ کی ہے؟ کیا اس نے اپنی بیوی مرزا صاحب کی منکوحہ کو چھوڑا بھی؟ پھر خالی خولی شہ سے کیا فائدہ؟ (مؤلف)

پر عذاب آ سکتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ پھر ”تقدیر مبرم“ کیا ہوئی تو یاد رہے کہ تقدیر مبرم نہ قرآن شریف کی اصطلاح ہے نہ حدیث کی۔ یہ صوفیاء کرام کی اصطلاح ہے۔ پس ہمیں صوفیاء کرام ہی کی کتب سے اس کے معنی تلاش کرنے پڑیں گے۔ امام مجدد صاحب الف ثانی سرہندی اپنے مکتوبات ۲۷۰ جلد اول ص ۲۲۳ پر فرماتے ہیں کہ تقدیر مبرم کی ایک قسم ایسی بھی ہے جوئل جایا کرتی ہے اور اس کی تائید میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا قول لائے ہیں۔ اس کے مطابق حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) بھی فرماتے ہیں کہ مومن کامل کا خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا درجہ اور مرتبہ ہوتا ہے اور اس کی خاطر سے اور اس کی تضرع و دعا سے بڑے بڑے پیچیدہ کام درست کئے جاتے ہیں اور بعض ایسی تقدیریں بھی جو تقدیر مبرم کے مشابہ ہوں بدل جاتی ہیں۔ (آسانی فیصلہ ص ۱۳) پس خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مرزا سلطان محمد صاحب کی وفات شرعی تھی۔ اگر وہ شیعہ اللہ کو چھوڑ دیتا تو ضرور اس کی موت ہو جاتی۔ مگر چونکہ اس نے شیعہ اللہ سے کام لیا، حتیٰ کہ اس کی یہ شیعہ اللہ حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد بھی دور نہ ہوئی اور اس کو حضرت مرزا صاحب کی تکذیب کی قطعاً جرأت نہیں ہو سکی۔ پس ایسی حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا آنا قانون الہی کے بالکل خلاف تھا۔ جناب مولوی صاحب نے میرے بیان پر جو اعتراض کئے ہیں وقت کے ختم ہونے کے خیال سے مفصل جواب نہیں دے سکتا۔ مگر اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ جو صاحب بھی میری پہلی تقریر کو غور سے پڑھیں گے اسی میں ان کے جواب پائیں گے۔ مولوی صاحب نے کہا ہے کہ اصل پیشگوئی مانعین کو ہلاک کرنا تھا۔ میں نے پہلے ہی بتلادیا ہے کہ تمام مانعین ہلاک کر دیئے گئے تھے (بڑا مانع نکاح تو مرزا سلطان محمد ہے جس نے قبضہ کر رکھا ہے۔ مؤلف) مولوی صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ میں ان کی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کو نشان بنا دوں گا۔ سو یہ پیشگوئی واقع میں پوری ہو گئی۔ ان کی لڑکی زبردست نشان بنی اور اس لڑکی کی وجہ سے مطابق پیشگوئی سخت تباہی آئی اور جو باقی بچے ان کو ہدایت نصیب ہوئی۔ باقی اس کا بیوہ بن جانا یہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ وہ مشروط تھا سلطان محمد کی وفات کے ساتھ اور سلطان محمد نے رجوع کیا اس لئے وہ قانون اور قرآن شریف کی تعلیم کے ماتحت بیوہ نہیں ہو سکتی تھی۔ پس میں اپنی تقریر کو بوجہ ختم ہونے وقت کے ختم کر دیتا ہوں۔

دستخط سید ہمایوں مرزا پریذیڈنٹ جٹانہ

دستخط عبدالرحمن احمدی

۳۱ جنوری ۱۹۲۳ء

مؤلف :- اس تحریر کے سننے کے وقت عجیب نظارہ تھا۔ مولانا فاتح قادیان نے اعلان کر دیا

کہ اگر مجدد صاحب کی کتاب میں یہ مضمون ہو کہ تقدیر مبرم بھی ٹل جاتی ہے تو میں اپنا دعویٰ واپس لے لوں گا۔ لایئے کتاب دکھائیے۔ مگر فریق ثانی نے کتاب نہ دکھائی۔ کیونکہ اس میں یہ نہیں لکھا کہ تقدیر مبرم بدل جاتی ہے۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ بعض دفعہ اولیاء اللہ اپنے کشفوں میں کسی امر کو تقدیر مبرم جان جاتے ہیں حالانکہ وہ مبرم نہیں ہوتا اس لئے وہ دعایا صدقہ سے ٹل جاتا ہے یہ نہیں کہ اصل تقدیر مبرم بھی ٹل جاتی ہے۔ احمدی مناظر کی چالاکی قابل داد ہے کہ آپ خود بھی تقدیر مبرم کے ٹل جانے کے قائل نہیں ہوئے اس لئے بڑی ہوشیاری سے مشابہ تقدیر مبرم کہتے ہیں اللہ اللہ کس قدر کمزوری ہے کہ خود صاحب الہام بلکہ نبی بلکہ رسول تو اتنا زور دعویٰ کریں کہ سلطان محمد کا مجھ سے پہلے مرنا تقدیر مبرم ہے۔ یہ بھی کہیں کہ مجھ سے پہلے نہ مرے تو میں جھوٹا۔ مگر احمدی مناظر کہتے ہیں کہ یہ تقدیر باوجود مبرم ہونے کے ٹل گئی حالانکہ قرآن مجید میں خدا فرماتا ہے لا تبدیل لکلمات اللہ۔ خدا کے حکم تبدیل نہیں ہو سکتے۔

مباحثہ دور روز ٹھہرا تھا۔ دوسرے روز فریق ثانی نے انکار کر دیا۔ خط پر خط لکھا، نہ آئے آخر یہ لکھا گیا کہ سامنے نہ آؤ تو اپنے اپنے مکان میں سے پرچہ لکھ بھیجو۔ اس پر بھی راضی نہ ہوئے تو تیسرا پرچہ بتاریخ ۲۲ فروری ۱۹۲۳ء صبح کے ۹ بجے عبداللہ الدین قادیانی کو بھیج کر لکھا گیا کہ آج مغرب تک جواب کا انتظار ہوگا۔ وہ پرچہ انہوں نے واپس کر کے لکھا کہ شیخ عبدالرحمن صاحب کو حیدر آباد (ہیں وہاں) بھیج دیں۔ ان کے اس لکھنے پر پرچہ مذکور بذریعہ ڈاک مکتوب الیہ کو بھیجا گیا تھا جو یہاں درج ہے۔

پرچہ نمبر ۳ منجانب مولانا مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری مناظر محمدی شیخ عبدالرحمن صاحب! ”راستی موجب رضائے خدا است“ یہ ایک سنہرا مصرع ہے جس کی پابندی ہر ایک انسان پر فرض ہے میں اس کی پابندی میں آپ کے سامنے آپ کے نبی، رسول، پیشوا، مسیح موعود، حضرت مرزا صاحب کا کلام مختلف مقامات سے رکھ دیتا ہوں۔ ایک تو وہی (انجام آتھم ص ۳۱۔ خزائن ج ۱ ص ۱۵۷) سے کہ مرزا سلطان محمد کا مرزا صاحب قادیانی سے پہلے مرنا تقدیر مبرم ہے۔ “دوسرا کرامات الصادقین (کے سرورق صفحہ اخیر۔ خزائن ج ۱ ص ۱۶۲) سے جس کا ترجمہ یوں ہے سلطان محمد یوم نکاح سے تین سال میں مر جائے گا اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے لا تبدیل لکلمات اللہ۔ یعنی خدا کے احکام نہیں بدلا کرتے“ چونکہ آپ نے مرزا سلطان محمد کی پیشگوئی اور نکاح والی پیشگوئی دونوں کو ملادیا ہے کیونکہ ایام ^{الصلح} کے جس مقام کا آپ نے حوالہ

دیا ہے وہاں نکاح کا ذکر ہے اس لئے میں ان دونوں پیشگوئیوں کے الفاظ ایک جا کر کے باانصاف ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں۔

(۱) انجام آتھم ص ۳۱۔ خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۸..... جس میں لکھا ہے مرزا سلطان محمد کا مرزا صاحب قادیانی سے پہلے مرزا تقدیر مبرم (ان ٹل) ہے۔

(۲) کرامات الصادقین کے سرورق اخیر صفحہ۔ خزائن ج ۷ ص ۱۶۲ پر مرزا سلطان محمد کا مرزا اور اس کی بیوی کا بیوہ ہونا اور مرزا صاحب قادیانی کے نکاح میں آنا تین دعوے کیے گئے ہیں۔ اور ان تینوں دعوؤں کو مدلل کیا گیا ہے اس الہامی عبارت لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی خدا کے حکموں میں تبدیلی نہیں ہو سکتی سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ تینوں دعوے غیر متبدل ہیں۔ انجام آتھم ص ۲۲۳۔ خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۸ ایضاً کا حوالہ یہ ہے بل الامر قائم علی حالہ ولا یردہ احد باحتیالہ والقدر قدر مبرم من عند رب العظیم۔ یعنی یہ کام (نکاح مرزا) ہو کر رہے گا کوئی اس کو نہیں روک سکے گا یہ خدائی تقدیر مبرم ہے۔ آپ نے تقدیر مبرم کو قابل تبدیل بنانے کی کوشش کی ہے قطع نظر اس سے کہ آپ اس میں کامیاب ہوئے ہیں یا نہیں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ کوشش آپ کی مرزا صاحب قادیانی کی تصریحات کے خلاف ہے۔ آئیے ذرا خدا کا خوف دل میں رکھ کر اور یہ جان کر کہ ایک دن اس کے سامنے حاضری ہے جس کی شان یہ ہے لا یعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد۔ مرزا صاحب کی عبارت مندرجہ ذیل غور سے پڑھیں جو یہ ہے:

”نفس پیشگوئی یعنی اس عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز (مرزا صاحب قادیانی) کے نکاح میں آنا تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے ”لا تبدیل لکلمات اللہ“ یعنی میری بات ہرگز نہیں ٹلے گی پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے“ (اشہار ۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء۔ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳)

یہ ہیں تقدیر مبرم کے معنی اور مراد جو مرزا صاحب نے خود بیان فرمادی ہے پس ان ساری عبارتوں کو ملا کر مندرجہ ذیل نتیجہ غور سے سنئے۔

محمدی بیگم کا نکاح مرزا میں آنا موقوف ہے مرزا سلطان محمد کی موت پر۔ قاعدہ اصولی ہے ”مقدمۃ الواجب واجب“ نکاح جب ٹل ٹھہرا تو سلطان محمد کی موت بھی مرزا صاحب کی زندگی میں ضروری ٹل ٹھہری چونکہ محمدی بیگم کا بعد انتقال اپنے خاوند سلطان محمد سلمہ اللہ کے بیوہ ہو کر نکاح مرزا میں آنا ضروری تھا جو نہیں ہوا اس لئے میں آپ کو اس خدائے علیم کے نام کا واسطہ دے کر حوالہ جات مذکورہ کے بعد (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴۔ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸) پر توجہ دلاتا

ہوں جس میں مرزا سلطان محمد کی موت نہ آنے پر مرزا صاحب قادیانی نے اپنے حق میں تمام مخلوق سے بدترین بننے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ میں حیران ہوں کہ ایسی منصوصات صریحہ کے ہوتے ہوئے آپ انجام آختم ص ۳۲ کی عبارت کیوں پیش کرتے ہیں جس میں مرزا سلطان محمد کی اڑھائی سالہ میعاد گزر جانے کا جواب ہے وہ میری پیش کردہ عبارت تقدیر مبرم سے بے تعلق ہے اصل بات یہ ہے کہ سلطان محمد کی بابت جناب مرزا صاحب کی پیشگوئی دو صورتوں میں ہے ایک اڑھائی سالہ جس کی میعاد اگست ۱۸۹۳ء کو ختم ہونے پر اعتراضات شروع ہوئے تو آپ نے اس کو اندازی پیشگوئی قرار دے کر التوا میں پڑ جانے کا اعلان کیا۔ اس التوا کی وجہ سلطان محمد کا خوف بتلایا اور اسی پر اس کو قسم کھانے کا صفحہ مذکور پر ذکر کیا ہے مجھے اس پیشگوئی اور اس کے التوا سے اس وقت بحث نہیں ہے دوسری صورت اس پیشگوئی کی یہ ہے جس کی عبارت میں نے نقل کی ہے کہ وہ تقدیر مبرم یعنی مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں اس کا مرنا ضروری ہے جس کی دنوں یا مہینوں یا سالوں سے تحدید نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ اتنا ہی بتایا گیا ہے کہ وہ مرزا صاحب قادیانی ہی کی زندگی میں مرے گا اس کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ محمدی بیگم (خدا اس کو اس صدمہ سے ہمیشہ محفوظ رکھے) مرزا صاحب کے الہام کے مطابق نکاح ثانی سے مرزا صاحب کی منکوحہ بنے گی جو نہ بنی اور نہ سلطان محمد مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں بلکہ آج تک فوت نہ ہوا ان صحیح واقعات سے چشم پوشی کر کے جو شخص یا جماعت مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کو سچا سمجھے میں ان کے حق میں بجز اس کے کیا کہہ سکتا ہوں۔ ما لہولاء القوم لا یکادون یفقیہون حدیثا۔ اور اس شعر کے سوا میں کیا کہہ سکتا ہوں:

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد آدا نہ دے

اطلاع:۔ اس پرچہ کا جواب آج ۲۵ فروری ۱۹۲۳ء تک نہیں آیا۔ ناظرین پرچوں کو ملاحظہ کر کے حق و باطل میں فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت دے۔ آمین

خاکسار مرزا محمود علی بیگ

سیکرٹری انجمن اہلحدیث سکندر آباد دکن

مرقوم ۲۵ فروری ۱۹۲۳ء

قادیانیوں کے ہتھکنڈے اور ان کا جواب

ناظرین کرام! پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی اور ان کی امت کے دعوے اور عقائد یہ ہیں کہ جو شخص مرزا صاحب قادیانی کو نبی، رسول، مسیح موعود، مہدی مسعود، امام الزمان اور مجدد وغیرہ نہیں مانتا وہ کافر ہے اور اس کے پیچھے کسی مرزائی کی نماز درست نہیں چاہے مرزا صاحب کا منکر کیسا ہی عالم، دیندار، موجد اور قبیح سنت ہو وہ کافر کا کافر ہی رہے گا اور جہنم میں جائے گا۔ قادیانی امت نے دنیا بھر کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر بنا رکھا ہے عام مسلمان جب مرزا صاحب قادیانی کے جھوٹے دعوے اور الہامات اور غلط پیشگوئیوں کا انکار کرتے اور ان ہی کی کتابوں سے ان کا جھوٹ ثابت کرتے ہیں تو قادیانی لوگ تنگ آ کر دو باتیں پیش کیا کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ مہبلہ کر لوجس میں دونوں فریق (محمدی اور احمدی) جھوٹے پر لعنت کریں۔ پھر دیکھو سال تک کیا ہوتا ہے۔ اس کا جواب مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب فاتح قادیان نے یہ دیا ہے کہ سال بھر کی مدت کسی روایت میں نہیں بلکہ تفسیر معالم الشریعہ سے دکھایا کہ مہبلہ کی دعوت دینے والے کا اثر فریق ثانی پر فوراً ہونا چاہئے چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں ولو یلاعنوا لم یسخطوا (الحدیث) (معالم ج ۱ ص ۱۶۴) یعنی مہبلہ کرنے والے اگر مہبلہ کرتے تو فوراً مسخ کئے جاتے کیونکہ ”لو“ حرف شرط ہے اور شرط کی جزا متصل ہوتی ہے۔ پس جب کبھی قادیانی لوگ مہبلہ کی دعوت دیں تو ہمارے برادران اسلام ان سے لکھوالیس کہ مہبلہ ہوتے ہی ہم پر اثر نہ ہوا تو قادیانی جھوٹے ہوں گے اور مرزائی مذہب سے تابع ہوں گے۔ تابع نہ ہونے کی صورت میں اتنی رقم بطور تاوان ادا کریں گے بلکہ اقرار نامہ کے ساتھ ہی رقم تاوان کسی امانت دار کے پاس رکھوالیں۔

دوسرا ہتھکنڈہ ان کا یہ ہے، کہتے ہیں کہ آؤ قسم کھاؤ کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر ایک سال تک موت یا عذاب آئے اس کا جواب مولانا فاتح نے جو دیا ہے وہ مسلمان بھائیوں کے یاد رکھنے کے لئے درج ذیل ہے۔

قادیانی جماعت کو جواب

مخلص از اشتہار مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری فاتح قادیان بزمانہ ورود حیدرآباد دکن (مورخہ ۶ فروری ۱۹۲۳ء)

برادران اسلام! میں جب سے آیا ہوں میری تقریریں آپ نے سنیں۔ آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ قادیانی مذہب کے جواب میں میں اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتا۔ میں تو صرف ان کے نبی رسول قادیان کے الفاظ سنا دیتا ہوں اس پر بھی میرے عنایت فرما قادیانی لوگ خفا ہیں۔ چنانچہ جب عبد اللہ الدین صاحب احمدی سوداگر سکندر آباد نے ایک اشتہار دیا ہے جس میں موصوف نے لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ مکنڈپ مرزا صاحب پر ہماری پیش کردہ عبارت میں حلف اٹھائیں تو ہم ان کو مبلغ پانسو روپیہ انعام دیں گے۔ اس عبارت میں سوائے طول فضول کے کچھ فائدہ نہیں بات صرف اتنی ہے کہ میں حلف اٹھاؤں کہ مرزا صاحب قادیانی دعویٰ مسیحیت وغیرہ میں جھوٹے تھے اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو ایک سال کے اندر ہلاک ہو جاؤں وغیرہ۔

میں جلسہ ۵ فروری ۱۹۲۳ء میں اعلان کر چکا ہوں کہ میں عبد اللہ الدین (قادیانی) کے الفاظ میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں مبلغ پانسو روپیہ پہلے انعام لے لوں گا۔ لیکن ایک سال تک میں زندہ سلامت رہا تو یقیناً احمدیوں کے نزدیک بھی سچا ثابت ہوں گا۔ پس عبد اللہ الدین صاحب اور میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) تحریر کر دیں کہ بعد سال ہم آپ کو سچا جان کر حکم قرآن شریف ”کونوا مع الصادقین“ مرزا صاحب قادیانی کا مذہب چھوڑ کر مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ ہو کر تبلیغ کریں گے اور دونوں یا کوئی ایک ایسا نہ کریں گے تو دس ہزار روپیہ انعام رقم مولوی ثناء اللہ کو دیں گے۔ اگر خیال ہو کہ عبد اللہ الدین صاحب اس عہد کے ذمہ دار اس لئے ہوں گے کہ انہوں نے اشتہار دیا خلیفہ قادیانی کیوں عہد لکھیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی مضمون کا ایک اشتہار منشی قاسم علی سہ صدی قادیانی نے دیا تھا تو اس پر لکھا تھا حکم خلیفہ صاحب قادیان چونکہ حیدرآبادی اشتہار کا مضمون دراصل وہی مضمون ہے نیز خلیفہ قادیان سب کی جڑ بنیاد ہے اس لئے دونوں سے عہد لیا جائے گا۔

اطلاع عام:- مولانا امرتسری مدظلہ العالی کا مذکورہ بالا جواب سن کر قادیانی امت چوڑی بھول گئی اور ہوش میں آ کر خاموش بیٹھ گئی اور آئندہ بھی امید نہیں کہ مولانا کے تجویز کردہ شرائط کو قبول کر کے کوئی قادیانی میدان میں آ سکے۔

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
 وہ ساری شیخی جاتی رہی دو گھڑی کے بعد
 برادران اسلام سے توقع کی جاتی ہے کہ قادیانی لوگ جب کبھی سر اٹھائیں تو ان سے
 بطریق مذکورہ بالا اقرار نامہ لکھوا لیا کریں گے تا اس جھوٹے نبی اور اس کے فرقہ باطلہ کی پوری قلعی
 کھل جائے۔

خاکسار

سیکرٹری (جماعت الحمدیہ سکندر آباد حیدر آباد کن)

قادیانی مباحثہ دکن کا اثر

اخبار رہبر دکن مورخہ ۳۰ رجب ۱۳۳۱ھ میں غلام صدیقی خان صاحب ساکن پل قدیم
 حیدر آباد نے اپنے اور اپنے ۹ متعلقین کے قادیانی مذہب سے تائب ہونے کی اطلاع درج کرائی
 ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں نے مولانا ثناء اللہ صاحب کے وعظوں اور خصوصاً سکندر آباد کے مناظر کے
 اثر سے قادیانی مذہب کو ترک کر دیا۔ آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اگر قادیانی مذہب سچے اصول پر قائم
 ہوا ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے یہ لوگ دب جاتے میں نے دیکھا کہ حضرات
 احمدی کی مناظرے کے روز عجیب حالت تھی کوئی گفتگو ان کی قرینہ کی نہ تھی۔

مذکورہ بالا دس حضرات کے علاوہ شیخ حسین صاحب ضلع میدک اور مزل اللہ صاحب
 اور محمود علی صاحب حیدر آبادی وغیرہ کے قادیانی مذہب سے تائب ہونے کی اطلاعات اخبار مذکور
 میں درج ہوئی ہیں۔ الحمد للہ۔ (مؤلف)

